رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۲۲
فون نمبر ۲۹

ایڈیٹر

آل احمد سرور

اشاعت کی تاریخیں
۱، ۸، ۱۵، ۲۲

قیمت سالانہ چھ روپے
قیمت فی کاپی ۲۰ پیسے

ہفتہ وار ہماری زبان

جلد ۳۲ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ

اداریہ

یوم آزادی اور ہم

آج ہمارے ملک کو آزاد ہوئے پچیس (۲۶) برس ہو گئے۔

پچیس برس کی مدت، معمولی مدت نہیں ہوتی اب ہم بڑی حد تک یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس مدت میں کس حد تک ہمارے ملک نے ترقی کی، ہم اپنی منزل کی طرف کتنا آگے بڑھے، ہم سے کیا کوتاہیاں ہوئیں، کہاں ہم نے غلط رویّہ برتا، کہاں ہم سے بھول ہوئی اور اسی اندازے کی روشنی میں اور اسی تجربے کے مطابق ہمیں آئندہ کے لئے اپنا طریقۂ کار متعین کرنا چاہئے تاکہ ہم اب تک کی غلطیوں سے بچ سکیں اور جلد سے جلد اپنی منزل کی طرف پہنچ سکیں۔

آج ملک میں ایک عام بے چینی ہے، گرانی بڑھتی جا رہی ہے، اشیا کی قلت ہو رہی ہے، کالا دھن ہر طرف اپنا تسلط جما رہا ہے، رشوت کا بازار گرم ہے، نفع خوری پر احتجاج تو بہت ہوتا ہے، مگر نفع خوری کے روکنے کے لئے کوئی مثبت اقدام ابھی تک نہیں کیا گیا۔ مصنوعی ذرائع سے زر کی مقدار بڑھا دی گئی ہے، یعنی کثرت سے نوٹ چھاپے گئے ہیں، جس کی وجہ سے قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، بے روزگاری بڑھ رہی ہے، خصوصاً پڑھے لکھوں میں بے روزگاری ملک کے لئے ایک خطرہ بن رہی ہے، ہر طرف تنخواہیں اور مزدوری بڑھانے کے مطالبے ہیں اور ان مطالبوں کو منوانے کے لئے ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہے جس کی وجہ سے حکومت برابر تنخواہیں اور مزدوری بڑھا رہی ہے اور اس کا اثر بھی قومی بجٹ پر پڑ رہا ہے۔ ضبط و نظم ڈھیلا ہو رہا ہے اور قانون شکنی کی لے بڑھ رہی ہے ہندوستان کے موسم کا ہمیں اندازہ ہونا چاہئے تھا کہ کبھی خشک سالی سے سابقہ پڑتا ہے، کبھی سیلاب سے، کبھی یکے بعد دیگرے دونوں سے پھر بھی اس کے لئے پیش بندی کرنے میں ہم ناکام رہے ہیں، کہا جاتا تھا کہ ہمارے یہاں "سبز انقلاب" آگیا ہے، یعنی غلّے کے معاملے میں ہم دوسرے ملکوں کے دست نگر نہ ہوں گے، مگر ہمیں پھر باہر سے غلّہ منگانا پڑا۔ سرکاری طور پر غلّہ حاصل کرنے کا جو نشانہ (TARGET) تھا، اس کا آدھا بھی ہم حاصل نہ کر سکے۔ طلبہ میں الگ ہیجان ہے اور ہماری ساری یونی ورسٹیاں کسی نہ کسی بحران کا شکار ہیں۔ دفتروں میں کام کم ہوتا ہے، ٹال مٹول زیادہ ہماری ریاست سیکولر ریاست ہے مگر مذہب

کے نام پر فسادات اب بھی ہوتے ہیں، ہم نے ہریجنوں کو برابر کے حقوق دئے ہیں مگر دیہات میں ان پر ظلم کے اور ان کو مار ڈالنے کے واقعات بھی ہمارے علم میں آتے ہیں، لسانی اقلیتوں اور مذہبی اقلیتوں کی بہت سی جائز شکایات ابھی تک دور نہیں ہوئیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قول اور فعل میں خلیج بڑھتی جاتی ہے اور ہمارے نیتا دھڑلے سے پلیٹ فارم پر بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر اُن پر عمل برائے نام ہوتا ہے لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ تصویر کا ایک ہی رُخ ہے۔ دوسرا رُخ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ ہم نے جمہوریت کی بنیاد رکھی ہے، ہم نے سیکولرزم کا راستہ اختیار کیا ہے، گو ابھی یہ زیادہ تر وظیفۂ لب ہے دل کی دھڑکن نہیں بن سکا، مگر بہر حال ہم نے ایک مسلک تو اپنایا ہے، ہم نے سوشلزم کی منزل کی طرف دیکھا ہے اور اس طرف قدم بھی بڑھائے ہیں ہم نے صنعتی دور میں قدم رکھا ہے اور جس ملک میں آزادی سے پہلے سوئی بھی باہر سے آتی تھی وہاں ہوائی جہاز، موٹرکار، ٹینک اور اعلیٰ درجے کی مشینیں تیار ہورہی ہیں، ہمارے یہاں خواندہ لوگوں کی شرح بڑھی ہے، ہمارے یہاں زندگی کی توقع ۲۳ کے اوسط سے ۴۷ کے اوسط تک پہنچ گئی ہے، ہم نے متعدی بیماریوں پر خاصا قابو پالیا ہے۔ ہمارے یہاں تحریر اور تقریر کی پوری آزادی ہے۔ ہر عقیدے کے پرچار اور ہر مذہب کی تبلیغ کی آزادی ہے۔ ہماری مصنوعات برآمد بھی ہوتی ہیں ہماری قومی آمدنی اور فرد کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے یہاں جمہوری نظام حکومت کی جڑیں اتنی مضبوط ہوگئی ہیں کہ اب کسی ایسے فوجی انقلاب کا اندیشہ نہیں جس کا پاس پڑوس کے ملکوں میں آئے دن مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آزادی کے بعد ہم آگے بڑھے ہیں گو آگے بڑھنے کی رفتار بہت سست ہے اور جاپان، جرمنی اور بعض اشتراکی ملکوں کی ترقی کی رفتار کے مقابلے میں کسی طرح اسے نہیں رکھا جاسکتا۔

گویا آج جو تصویر ہے اس میں روشنی اور سائے، دونوں ہیں، گو حقیقت یہ ہے کہ سائے زیادہ ہیں روشنی کم۔ ہمارا چراغ بقول میرؔ مفلس کا وہ چراغ ہے جو شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے۔ روشنی دیتا ہے مگر تاریکی کا احساس بھی بڑھا دیتا ہے۔ اگر ہم صورت حال کا ایمانداری سے جائزہ لیں، حقوق حاصل کرنے کے ساتھ اُن فرائض کو بھی بجا لائیں جو جمہوریت نے ہم پر عائد کئے ہیں، دوسروں کی آنکھ کا تنکا تلاش کرنے کے بجائے اپنے شہتیر کو دیکھیں، محنت کرنے کی عادت ڈالیں، کامیابی کو قدر اعلیٰ نہ سمجھیں بلکہ دیانت اور فرض شناسی کو سب سے بڑا درجہ دیں، صلاحیت جہاں بھی ہو، اس کے لئے ترقی کے مواقع فراہم کریں اور دوستوں، رشتے داروں، ذات برادری کے چکر سے نکلیں۔ سارے ملک کو ایک خاندان سمجھیں۔ طاقت حاصل کرنے اور اپنے حلقے کو شیرینی تقسیم کرنے کے بجائے طاقت کا استعمال ذمے داری کے ساتھ کریں، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ملک کو موجودہ بحران سے نہ نکال سکیں اور ملک کو منزل مقصود کی طرف نہ لے جاسکیں۔ مگر دوسروں پر اعتراض کرنا آسان ہے، کام نہ کرنے کے بہانے کرنا سہل، دشواری محنت کرنے، اپنا کام خوبی سے کرنے اور انصاف کرنے میں ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیم یافتہ لوگ، ہمارے ان پڑھ لوگوں سے بدتر ہیں۔ تعلیم نے انھیں وہ چالاکی سکھادی ہے جس سے وہ اپنا گھر بھر سکیں اور اپنے حلقے کو نواز سکیں۔ علم ان کے لئے حجاب الاکبر ہے۔ اس لئے تعلیم کو ہنرمندی کے محدود تصور سے نکال کر سیرت و شخصیت کی صحت مند خطوط پر تشکیل کے لئے عام کرنا ہے ہمارا ملک بڑا ہے۔ ہمارا تہذیبی ورثہ شاندار ہے مگر ہمارے دل و دماغ چھوٹے ہیں اور ہم دنیا کے ذہنی سرمائے کو کیا برت سکیں گے جب اپنی تہذیبی میراث کے صحت مند عناصر کا بھی پاس نہیں کرسکتے ہماری زبوں حالی کی ذمہ داری سب سے زیادہ سیاست دانوں اور برسراقتدار پارٹی پر ہے، مگر ویسے ہم سب قصوروار ہیں۔ ہم حکومت پر ساری ذمہ داری چھوڑ کر، اپنے فرائض سے عہدہ برا نہیں ہوسکتے، ہم غلط اصولوں پر ناقص پالیسیوں پر اعتراض نہیں کرتے، ہماری

(باقی صفحہ ۱۰ کالم ۲ پر)

تنویر اقبال

مرزا غالب۔ مشرق کے شاعر اعظم

ایک روسی کتاب کا تعارف

غالب کے بارے میں پرتیس مضامین کا مجموعہ ہے جس کو روس کی سائنس اکیڈمی کے شعبۂ مشرق نے ترتیب دیا ہے یہ مجموعہ ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا ہے۔

اس مجموعہ میں ۱۸ مضامین ہندوستانی مصنفوں کے لکھے ہوئے ہیں اور ۱۱ روسی اور ایک اطالوی۔

اکیلے غالب کے بارے میں روسیوں کے اتنے مضامین دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ روس میں ہندوستانی اور خاص طور پر اردو علم و ادب کا خاصہ کام ہو رہا ہے۔

دیباچہ سے پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ ذیل روسی اسکالر خاص طور پر غالبیات پر کام کر رہے ہیں۔

گ علیئف ان کے اس مجموعہ میں دو مضامین شامل ہیں پہلے مضمون میں انھوں نے مرزا غالب کی تخلیقات کا ہندوستان میں فارسی ادبی روایت کے تعلق سے جائزہ لیا ہے۔

دوسرا مضمون روس میں غالبیات کے مطالعہ کا جائزہ ہے۔ مضمون دلچسپ اور معلوماتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ روس میں غالب کا مطالعہ کس نہج سے ہو رہا ہے۔

اے۔ پ۔ چلوکشف اس مجموعہ میں ان کا جو مضمون ہے اس کا عنوان ہے انیسویں صدی کے ہندوستان میں ادبیات کا ارتقا اور مرزا غالب۔ ل۔ و۔ گلیبف نے غالب کی حیات اور شاعری کو اپنے مطالعہ کا موضوع بنایا ہے۔ ل۔ و۔ گرنیا پولسکایا نے غالب کے نظریہ زندگی کا مطالعہ کیا ہے۔ الف۔ م۔ دیاکوف کا مضمون دستنبو کے بارے میں ہے۔ ن۔ ای۔ پریگارینا اقبالیات کی بھی ماہر ہیں انھوں نے اقبال اور غالب کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ گلیبف نے غالب کے بارے میں فیض کے ایک انٹرویو کا ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔ الف۔ س۔ بخوچیف نے مرزا غالب کے بارے میں حالی کے خیالات کا جائزہ لیا ہے۔ الف۔ غفوروف نے غالب کی حیات و شاعری کے مطالعہ سے متعلقہ مسائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ س۔ ای۔ چابنکو کا ایک بے حد دلچسپ مضمون مجموعہ میں شامل ہے۔ چغتائی کے فن میں غالب کی شاعری۔ مقالہ باتصویر ہے۔

مجموعہ کے مرتبین غفوروف۔ چلوکشف۔ کیول سنگھ

ظ۔ انصاری اور گلیبف ہیں۔ دیباچہ میں مرتبین نے کہا ہے کہ ہم عصر اردو ادب کا شمار ہندو پاک کے ترقی یافتہ ادبیات میں ہوتا ہے اس نے قومی تحریک آزادی میں بہت بڑا رول ادا کیا ہے۔ اس میں ہیومنزم کے لئے جد و جہد کے واضح نظریات ملتے ہیں۔ اردو کے بہت سے بڑے ادیبوں نے انجمن ترقی پسند مصنفین کی بنیاد ڈالی اور اس سے وابستہ رہے ہیں۔

اردو ادب میں ابتدا ہی سے آزادی خواہ انسانی روح کی عظمت و حسن کا گن گاتے رہتے ہیں۔ انھوں نے انسان کی آزادی و مسرت حاصل کرنے کی خواہش کی ترجمانی کی ہے۔ وسطی زمانے میں اردو شاعری جاگیردارانہ شکنجہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ شاعری کو اس جاگیردارانہ اور درباری دباؤ سے آزاد کرنے کے لئے خاصی محنت کی گئی ہے اس جد و جہد کا عکس اٹھارویں اور انیسویں صدی کے اردو ادب کے بڑے نمائندوں کی تخلیقات میں ملتا ہے۔

غالب ان شاعروں میں سے ہیں جو متوسط اور جدید دور کے سنگم پر کھڑے ہوئے تھے اور جنھوں نے ہم عصر جدید ادب کی بنیاد رکھی۔

غالب کا کلام پورے عہد کے ذہن کا احاطہ کرتا ہے۔ وہ پشکین کے ہم عصر تھے۔ غالب اپنی اردو کی شاعری اس وقت مرتب کر رہے تھے جب نوجوان شیلن "زارسے دیہات کی یادیں" لکھ رہا تھا غالب ٹالسٹائی کے بھی ہم عصر تھے ان کا انتقال اسی سال ہوا جس سال ٹالسٹائی نے اپنی تصنیف "جنگ و امن" ختم کی۔

مجموعہ میں روسی ادیبوں کے علاوہ ڈاکٹر ذاکر حسین سجاد ظہیر۔ خواجہ احمد فاروقی۔ ممتاز حسین۔ احتشام حسین۔ فراق گورکھپوری۔ آل احمد سرور۔ علی سردار جعفری۔ محمد مجیب۔ شکیل الرحمٰن۔ آنند نرائن ملا۔ سید عابد حسین۔ شوکت سبزواری۔ کیول سنگھ۔ احتشام حسین۔ خورشید الاسلام۔ ظ۔ انصاری۔ مالک رام اور مالک رام کے مضامین کے روسی ترجمے بھی شامل ہیں۔ ان میں سے ذاکر صاحب۔ سجاد ظہیر۔ فراق گورکھپوری۔ علی سردار جعفری۔ محمد مجیب۔ عابد حسین۔ کیول سنگھ اور مالک رام کے مضامین انگریزی سے روسی میں منتقل کئے گئے ہیں اور باقی اردو سے ایک مضمون اطالوی مستشرق اور ماہر لسانیات بیوزانی کا بھی شامل ہے اس نے بیدل اور غالب کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ مضمون روسی میں انگریزی سے منتقل کیا ہے۔

ایک گذارش: قارئین ہماری زبان سے گذارش ہے کہ وہ انجمن کو منی آرڈر بھیجتے وقت یہ خیال رہے کہ منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ ضرور تحریر کریں۔ ۰ محاسب

سالانہ رپورٹ ریاستی شاخ انجمن ترقی اردو مدھیہ پردیش

بابت ۱۹۷۲ء — ۱۹۷۳ء

مدھیہ پردیش ریاستی انجمن ترقی اردو نے اس سال اپنی بساط بھر انجمن کے پیغام کو عام کرنے اور اردو کی ترویج و اشاعت کی کوشش کی۔ حالانکہ بعض انتظامی اور مالی دشواریاں حائل رہیں لیکن نمود و نمائش سے بالاتر رہ کر انجمن کے مخلص کارکن جتنا کام کر سکتے تھے اس میں انھوں نے کوتاہی نہیں کی۔ اس عمل بھرو جہد کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

لسانی اقلیتوں کے ڈپٹی کمشنر جناب ایل۔ بی تھنگا نے جبل پور میں کیمپ کیا۔ اس موقع پر بھوپال سے صوبائی انجمن کے جنرل سکریٹری پروفیسر آفاق احمد جبل پور گئے اور آپ نے صوبہ کے اردو کے مسائل پر ان سے گفتگو کی اور اردو کے مطالبات پیش کئے اور ۱۹۶۵ء کے میمورنڈم کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اکثر مطالبات جوں کے توں ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے توجہ سے ان مطالبات کو سنا اور فوری کارروائی کرنے کا یقین دلایا۔

صوبائی انجمن کے صدر جناب فخرالدین کی کوششوں سے بھوپال اور دیگر مقامات کے ریجنل کالجوں میں اردو کی تعلیم جاری ہوئی۔ آپ نے متعلقہ وزارت سے اردو درجات کھولنے کا مطالبہ کیا نتیجہ تسلیم کر لیا گیا۔

انجمن ایک طویل عرصہ سے مطالبہ کر رہی تھی کہ صوبہ کے ہائر سکنڈری اسکولوں میں اردو لیکچررز کا تقرر کیا جائے۔ مدھیہ پردیش سرکار نے لیکچررز کی آسامیوں کا اعلان کیا اور درخواستیں طلب کیں۔

صوبائی انجمن اور اس کی مختلف شاخوں نے اردو میڈیم کے اسکول، اردو اساتذہ کا تقرر اور ایم پی بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن کے نصاب میں اردو اور دوسری زبانوں مثلاً مراٹھی، سندھی، گجراتی وغیرہ کے ساتھ جو معاندانہ رویہ اپنایا گیا تھا اس پر احتجاج کیا۔ اس ذیل میں دوسری اردو کی جماعتوں کو اپنا تعاون دیا۔ بھوپال اور سیہور کے ایم۔ ایل۔ اے صاحبان نے اس سلسلے میں بھرپور تعاون دیا۔

انجمن کا ایک اور مطالبہ پورا ہوا جب کہ شاسن ساہتیہ پریشد نے اردو کی دو کتابوں پر بھی انعامات دینے کا اعلان کیا۔ ابھی تک پریشد صرف ہندی کتب پر انعامات دیتی تھی۔ ایک اور مطالبہ جو پبلسٹی ڈپارٹمنٹ سے تھا اس کی ایک شق پوری ہوئی کہ اب اردو اخبارات کو محکمہ اطلاعات اردو رسم خط میں خبرنامہ بھیجے گا ہے انجمن محکمہ اطلاعات سے ایک اردو ماہ نامے کے اجرا کا مطالبہ باقی ہے۔ اردو اخبارات کو اشتہارات دینے میں بخل کرنے پر بھی احتجاج کیا گیا۔ آل انڈیا ریڈیو بھوپال میں اردو کا باقاعدہ شعبہ قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

صوبائی انجمن نے ہماری زبان کے خریدار بنانے نیز علمی و ادبی خبروں کی باقاعدہ ترسیل کا بندوبست کیا۔ ایک خاص سرکلر کے ذریعہ انجمن کی شاخوں کو ہماری زبان کے سلسلے میں ان کی ذمہ داریاں یاد دلائی گئیں۔ اردو گھر کی تعمیر کے لئے مختلف اردو دوستوں سے عطیے لئے گئے جنھیں مرکزی انجمن کو ارسال کیا گیا۔ اس سلسلے میں شاخوں سے بھی اپیل کی گئی۔

انجمن کو زبردست دھکا لگا جبکہ بھوپال والے جنھیں اپنا بابائے اردو کہتے تھے وہ اکرم عرفان صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ وہ گزشتہ ۱۵ برسوں سے انجمن سے وابستہ تھے۔ ۱۹۵۸ء میں انھوں نے اس کے تن مردہ میں جان ڈالی۔ ۹ سال تک صوبائی انجمن کے صدر رہے۔ ۱۹۶۵ء میں بھوپال انجمن کے صدر منتخب ہوئے اور اپنی جان لیوا علالت تک اس عہدے کی عزت بڑھاتے رہے۔ خدا مغفرت کرے ایسے اردو کے عاشق اب کہاں دکھائی دیں گے۔

انجمن کی شاخوں میں ریوا، اجین، کھنڈوا، گنج باسودہ، گوالیار، اندور، برہان پور، جبلپور کی شاخوں نے زندگی کا ثبوت دیا۔ ریوا کی شاخ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے پرنسپل اختر حسین نظامی کی فعال قیادت ملی ہوئی ہے جو ہر وقت اردو کے حقوق کے لئے مصروف رہتے ہیں۔ اجین میں مسٹر اے۔ ایچ شمیم نے ہائر سکنڈری کے نصاب میں اردو اور دوسری لسانی اقلیتوں کے ساتھ زیادتی کے خلاف موثر آواز اٹھائی۔ گنج باسودہ میں انجمن کا اردو میڈیم اسکول قائم ہے جس پر چودھری باسودی بڑی محنت کرتے ہیں۔ کوروائی، اجاورہ، دھار، نصر اللہ گنج، سرونج میں انجمن کی شاخوں کا جمود توڑ کر ازسرنو تنظیم کی گئی۔ جاورہ اور دھار میں وہاں کے کالجوں کے اردو پروفیسرز نے بھرپور تعاون دیا۔ ایچ ای ایل پپلانی کی شاخ کو نئی رکنیت سازی کے لئے پابند کیا گیا اور وہاں کے اردو دوستوں نے اس کی ازسرنو تنظیم کا وعدہ کیا ہے۔ بعض دوسرے مقامات پر انجمن کی نئی شاخوں کے قیام اور پرانی شاخوں کو فعال بنانے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔ بھوپال کی شاخ کے جنرل سکریٹری پروفیسر حسن مسعود نے راجدھانی میں مختلف وفود کے ساتھ اور درخواستوں کے ذریعہ خوش اسلوبی سے اردو کا کیس ذمہ داروں کے سامنے رکھا اور مطالبات پر گفتگو کی۔ بعض مقامات پر شاخیں ہیں مگر صوبائی انجمن سے رابطہ ٹوٹا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ رابطہ قائم کریں۔

انجمن کی سب سے بڑی مشکل کسی مستقل فنڈ کا نہ ہونا ہے

باقی صفحہ ۹ پر

مراسلات

رامپور کے اردو اساتذہ کے ساتھ ناانصافی

میں آپ کے موقر جریدے "ہماری زبان" کے ذریعہ ارباب حکومت اور ذمہ داران محکمہ تعلیم کو اردو اساتذہ کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں امید ہے اردو اساتذہ کو ان کے حق سے محروم کئے جانے کے سلسلہ میں "ہماری زبان" حسب روایت اساتذہ کی آواز کو ایوان حکومت تک پہنچانے میں بھرپور تعاون کرے گا۔

اردو اساتذہ کے سلسلہ میں حکومت اترپردیش نے بتاریخ ۲۹ رمئی ۱۹۷۲ء کو اپنے جی۔ او۔ نمبر ۔ ا ۔ ۷/ (۹۵)/ ۱۳/ ۱۹/ ۱۵/ ۲۰۰۴ کے ذریعہ واضح اعلان کیا تھا کہ ایسے تمام اردو اساتذہ جو ٹرینڈ نہیں ہیں اور بیسک اسکولوں میں تعلیم دے رہے ہیں ٹرینڈ نہ ہونے کی بنیاد پر نئے احکامات تک علٰحدہ نہیں کئے جائیں۔

جناب خلیل الرب صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیمات اترپردیش الہ آباد نے اپنے دو سرکلر نمبری ۔ ۲۳۳۴/۱/۱۰/ و ۷۲-۷۱ (۲۹) ۹۲-۳۱-۱۵/۲-۶/ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۷۲ء اور ۷۳-۷۲/ (۳۶)/ ۹۲-۳۰/ ۵۸۵۵-۷۲۷۵ (۱) و مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۷۲ء کے ذریعہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکولس کو لکھا جس کی کاپیاں ضلع پریشد اور میونسپل بورڈوں کو بھی بھیجی گئی تھیں کہ اردو اساتذہ کو مزید کوئی احکامات حاصل کئے بغیر علٰحدہ نہ کیا جائے۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکولس رام پور نے مندرجہ بالا سرکلر کی روشنی میں سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن میونسپل بورڈ رام پور کو ذاتی طور پر بھی دیا تھا۔

جب اردو اساتذہ نے مندرجہ بالا جی۔ او اور سرکلر کے حوالے سے سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن میونسپل بورڈ رام پور سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے بڑی بیباکی سے جواب دیا کہ یہ لوگ ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھے الٹے سیدھے جی۔ او اور آرڈر دیتے رہتے ہیں یہ پبلک ڈیلنگ کو کیا جانیں۔ میں اس طرح کے احکامات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور انھوں نے بلا کسی نوٹس کے زبانی طور پر اردو اساتذہ کو ان کی ملازمت سے علٰحدہ کر دیا۔

ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد اردو اساتذہ نے بذریعہ رجسٹری ۵۵ بتاریخ یکم رجولائی ۱۹۷۲ء شریمتی بیگم حامدہ حبیب اللہ سوشل ویلفیر منسٹر اترپردیش اور رجسٹری ۵۶ کے ذریعہ چیف منسٹر اترپردیش کو لکھا۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۷۲ء کو جناب خلیل الرب صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیمات الہ آباد کو رجسٹری ۸۶۴ کے ذریعہ لکھا۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۷۲ء کو رجسٹری ۱۹۱۳ کے ذریعہ شریمتی بیگم حامدہ حبیب اللہ کو یاددہانی کرائی۔ جناب خلیل الرب صاحب کو رجسٹری ۸۵ کے ذریعہ ۹ر اگست ۱۹۷۲ء کو یاددہانی کرائی۔ ۱۰ر اگست ۱۹۷۲ء کو رجسٹری ۸۸ کے ذریعہ شریمتی بیگم حامدہ حبیب اللہ کو مزید لکھا۔ ۱۴ر اگست ۱۹۷۲ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رام پور سے ملاقات کر کے انھیں درخواست دی۔

۲۳ر اگست ۱۹۷۲ء کو شری رام کرشن ٹنڈن پرسنل سکریٹری بیگم حامدہ حبیب اللہ کا لیٹر ملا جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ جلد کارروائی کے لئے درخواست سکریٹری تعلیمات اترپردیش کو ارسال کر دی گئی ہے۔ مندرجہ بالا لیٹر کے حوالے سے سکریٹری تعلیمات اترپردیش کو بذریعہ رجسٹری ۱۴۳ بتاریخ یکم ستمبر یاددہانی کرائی۔ ۱۳ر ستمبر کو شری رام کشن ٹنڈن جی کو پھر لکھا۔

ہر طرف سے ناکام ہونے کے بعد وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے حضور بذریعہ رجسٹری ۱۶۱ بتاریخ ۱۲ر ستمبر ۱۹۷۲ء درخواست پوری تفصیل کے ساتھ پیش کی جس کے جواب میں ان کے پرسنل سکریٹری نے اپنے لیٹر ۲۱۳۶۵ مورخہ ۳ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو لکھا کہ آپ کی درخواست ضروری کارروائی کے لئے چیف سکریٹری اترپردیش کو ارسال کر دی گئی ہے۔ مندرجہ بالا لیٹر کا حوالہ دے کر ضروری تفاصیل انھیں ارسال کر دیں۔ لہٰذا ایک درخواست مندرجہ بالا لیٹر کی روشنی میں بذریعہ رجسٹری ۳۱ بتاریخ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۷۲ء چیف سکریٹری اترپردیش کو ارسال کر دی۔

لیکن اتنا سب کچھ کرنے کے بعد ہنوز روز اول ہے غریب اردو اساتذہ آج بھی بے یار و مددگار بیکار رہے ہیں جبکہ قریب قریب اتر پردیش کے تمام اضلاع میں اردو اساتذہ کو ان کی ملازمت پر بحال رکھا گیا ہے مگر رام پور پر غالباً حکومت کا جی۔ او نافذ نہیں ہوتا تھا۔

اردو اساتذہ اترپردیش گورنر عالیجناب اکبر علی خاں صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت اردو اساتذہ کی درخواست پر غور کرنے کے لئے دے کر ان کو ان کے حقوق دلائے جانے کے احکامات جاری کرنے کی زحمت فرمائیں۔

بدایوں۔ ● عرفان زیدی

انجمن کی خبریں

انجمن ترقی اردو سہارنپور کا ایک جلسہ

سہارنپور:۔ انجمن ترقی اردو سہارنپور کا ایک جلسہ شری اودے ویر سنگھ دہرہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انجمن پر طاری جمود کو دور کرنے کے لئے طے پایا کہ آئندہ انجمن کا نیا انتخاب عمل میں لایا جائے اور ۱۳ اگست تک ممبر سازی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے بارہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو ممبر سازی کے علاوہ اردو کے بارے میں مزید اقدامات کرے گی۔

• نامہ نگار

اردو دانوں کو چیلنج

ریاستی حکومت کے اس فیصلے سے کہ ریاست کے ڈگری کالجوں میں اردو تعلیم کو فروغ دینے کی غرض سے حکومت ہر ڈگری کالج کو اردو کے استاد کے تقرر کی تاریخ سے گرانٹ دے گی، جہاں ڈگری درجات کی سطح پر اردو کی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ کو سہولت ملے گی۔ وہاں ریاست کے اردو مخالف کالجوں کے منتظمین کا یہ بہانہ بھی ختم ہو جائے گا کہ مالی خسارے کی وجہ سے اردو کی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ اب یہ فرض محبان اردو پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے ڈگری کالجوں میں اردو طلبہ داخل کرائیں اور کالج کے منتظمین کو اردو پڑھنے کی سہولت فراہم کرنے پر مجبور کریں۔ یہ مراعات اردو والوں کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر اردو والوں نے یہ چیلنج قبول نہ کیا اور ان سہولتوں سے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم سمجھیں گے کہ وہ ہاری ہوئی بازی ہار جائیں گے۔ صوبائی انجمن ترقی اردو اور اس کی جملہ شاخیں اگر باعمل ہو جائیں تو اس چیلنج کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ انجمن ترقی اردو کی شاخ سنبھل نے اپنی ڈیڑھ ماہ کی مختصر سی زندگی میں سنبھل میں قابل ذکر کام کئے ہیں۔ اس کی کوششوں سے زیادہ تر اسکولوں میں اردو کی تعلیم شروع ہو گئی ہے۔

انجمن ترقی اردو سنبھل نے ایک عوامی لائبریری بھی قائم کر دی ہے اس کے علاوہ شبینہ اسکول بھی چلانے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے انجمن کی کاوشوں سے سنبھل میں اردو اپنا جائز مقام جلد حاصل کرے گی۔

• سعادت صدیقی۔ جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو سنبھل

انجمن ترقی اردو ایچ ای ایل (بھوپال) کے انتخابات

بھوپال:۔ انجمن ترقی اردو ہیوی الیکٹریکلز ٹاؤن شپ (بھوپال) شاخ کا انتخابی جلسہ زیر صدارت جناب معروف علی خاں انجمن کے دفتر کلچرل سنٹر میں منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل عہدیدار اتفاق رائے سے منتخب ہوئے۔

صدر:۔ جناب آر۔ سی۔ سکسینہ

نائب صدر:۔ جناب معروف علی خاں۔ جناب اے۔ ایم شریواستو۔

جنرل سکریٹری:۔ جناب شبیر احمد۔ سکریٹری جناب صباح الدین

کلچرل سکریٹری:۔ جناب کلیم اختر۔ ادبی سکریٹری جناب افضل جاوید۔

تنظیمی سکریٹری:۔ جناب محمد حنیف۔ ناظم نشر و اشاعت۔ جناب ایم کمال۔

لائبریرین:۔ جناب مبارک علی۔ خازن۔ جناب ایم اے۔ آر۔ صدیقی۔

اس کے علاوہ مزید ۱۰ اراکین مجلس عاملہ کے لئے منتخب کئے گئے۔ یہ انجمن صوبائی انجمن سے باقاعدہ الحاق شدہ ہے۔

• آفس سکریٹری ایم پی انجمن ترقی اردو بھوپال

گورنر اترپردیش کا خیر مقدم

حیدرآباد:۔ گورنر اترپردیش جناب میر اکبر علی خاں نے کہا ہے کہ ہندوستان میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی خصوصی دلچسپی اور رہنمائی کی وجہ ہی سے اردو کے ساتھ انصاف کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔

گورنر اترپردیش نے اردو ہال حمایت نگر میں انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش، اردو آرٹس کالج اور اورینٹل اردو کالج کے مشترکہ خیر مقدمی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا کہ اترپردیش میں اردو داں عوام جن کی مادری زبان اردو ہے اپنے بچوں کو اردو نہیں سکھاتے۔

جناب اکبر علی خاں نے انجمن ترقی اردو کی سرگرمیوں اور اردو آرٹس کالج و اورینٹل اردو کالج کے قیام میں جناب حبیب الرحمن صاحب کی خدمات کو شاندار خراج تحسین ادا کیا۔ انھوں نے اردو دانوں پر زور دیا کہ وہ زبان کو مذہب اور سیاست سے دور رکھیں۔ انھوں نے انکشاف کیا کہ یو پی کے (۵۶) اضلاع میں سے انھوں نے (۴۸) ضلعوں کا دورہ کیا اور ہر جگہ غیر مسلم اردو دانوں نے ان کے سامنے اردو کی نظمیں اور غزلیں پیش کیں۔ اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ عنقریب وہاں نان مسلم اردو رائٹرس کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں غیر مسلم اردو داں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ بھی اردو کو دل و جان سے چاہتے ہیں۔

• نامہ نگار

محبوب نگر میں اردو ڈگری کالج کے قیام کا مطالبہ

مجلس انتظامی انجمن ترقی اردو محبوب نگر نے حکومت سے

محبوب نگر میں اردو ڈگری کالج قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ڈپ۔ او۔ ایل اور بی او۔ ایل کے امتحانات کے لئے بھی سنٹر قائم کرنے کا مطالبہ کیا۔ نیز محکمہ تعلیمات سے فوری طور پر ضلع محبوب نگر کے فوقانی مدارس میں سائنس اور ریاضی کے اساتذہ اور نارائن پیٹ ناگر کرنول کو ڈنگل کے جونیر کالجوں میں سائنس و کامرس کے لکچراروں کے بعجلت ممکنہ تقررات عمل میں لانے کی خواہش کی گئی ہے۔ • نامہ نگار

پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب کا دورۂ نیروبی

حیدرآباد:۔ پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب معتمد عمومی انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش ذریعۂ طیارہ براہ بمبئی نیروبی (کینیا) روانہ ہوگئے جہاں وہ تقریباً ۲ ماہ قیام کریں گے وہاں ان کی صاحبزادی حبیبہ اور داماد جناب عزیز رضوی بہ سلسلہ ملازمت مقیم ہیں۔

موصوف کی عدم موجودگی میں ان کے مفوضہ کاموں کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی ہے علاؤ الدین ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی معتمدی کے فرائض جناب ایم ایم بیگ اور دفتر زبیدہ الدولہ وقف کی معتمدی جناب غلام یزدانی ایڈوکیٹ انجام دیں گے اردو آرٹس کالج کی ذمہ داری جناب عابد علی خاں صاحب کے تفویض کی گئی ہے اور اردو ہال ٹرسٹ کی معتمدی ڈاکٹر حسینی شاہد انجام دیں گے۔ انجمن ترقی اردو کا کام جناب عابد علی خاں صاحب اور جناب سرینواس لاہوٹی کے سپرد رہے گا۔ مدرسہ آصفیہ اور مرکزی اردو کتب خانے اور اردو ہال کی معتمدی جناب سرینواس لاہوٹی کے تفویض کی گئی ہے۔ ممتاز کالج کی معتمدی کے فرائض پروفیسر خلیل الرحمٰن انجام دیں گے۔ • نامہ نگار

اردو میڈیم ڈگری کالجوں یا متوازی جماعتوں کے قیام کا مطالبہ

حیدرآباد:۔ انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش نے ایک صحافتی بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ گورنر آندھرا پردیش کے مشیر جناب ایچ سی سرین کا ایک حالیہ بیان انجمن کی نظر سے گزرا ہے جس میں مشیر گورنر نے کہا تھا کہ آئندہ (۳) سال تک ریاست میں مزید ڈگری کالجس قائم نہیں کئے جائیں گے۔ جناب سرین نے یہ بھی کہا تھا کہ ریاست میں فی الوقت (۱۷۹) کالج قائم ہیں جو ان کے خیال کے بموجب اعلیٰ تعلیم کی ترویج کے لئے کافی ہیں۔ انجمن ترقی اردو اس بیان کا بغور جائزہ لینے کے بعد محسوس کرتی ہے کہ یہ بیان اردو دا‌ں طبقہ کی ضروریات کی تکمیل کے سلسلہ میں حقیقی موقف کی عکاسی نہیں کرتا۔ مشیر گورنر کے بموجب تمام (۱۷۹) کالجس انگلو میڈیم کے ہیں۔ انجمن اس امر سے واقف ہے کہ حکومت نے اردو میڈیم کے کوئی کالجس قائم نہیں کئے۔ حیدرآباد میں (۳) اور ورنگل میں ایک اردو میڈیم کالج خانگی جماعتوں کے زیر انتظام ہیں یہ صورتحال اردو داں طبقہ کے لئے بعید از انصاف ہے۔

انجمن نے مشیر گورنر سے حقائق کا جائزہ لینے نیز اردو میڈیم ڈگری کالجوں یا انگلو میڈیم کالجوں میں اردو کی متوازی جماعتوں کے قیام کی اجازت دینے پر ہمدردانہ غور کرنے کی اپیل کی ہے۔ • نامہ نگار

انجمن ترقی اردو کوٹہ کی مساعی بارآور

کوٹہ:۔ وزیر تعلیم حکومت راجستھان نے اپنے ایک مکتوب میں سکریٹری انجمن ترقی اردو کوٹہ کو ان کے خط کے جواب میں اطلاع دی ہے کہ گرلز ڈگری کالج کوٹہ میں اردو کلاسیں کھولنے کے احکامات دئے جا چکے ہیں۔

انجمن ترقی اردو کوٹہ گرلز ڈگری کالج میں اردو کلاسیں جاری کرانے کے لئے گزشتہ ایک سال سے مسلسل کوشش کر رہی تھی اس سے قبل انجمن ترقی اردو کوٹہ ہی کی جد و جہد سے ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ کالج کوٹہ میں بی اے کلاسیز میں اردو کلاسیں کھل چکی ہیں۔ نیز ہائر سکنڈری سکولز میں بھی دو سال قبل اردو کلاسیں انجمن ترقی اردو کی کوششوں سے کھلی تھیں۔ • سکریٹری انجمن ترقی اردو کوٹہ

جونیر کالج ناگر کرنول کیلئے لکچرر کا مطالبہ

ناگر کرنول:۔ انجمن ترقی اردو شاخ ناگر کرنول ضلع محبوب نگر نے سکریٹری محکمہ تعلیم کو ایک یادداشت روانہ کی ہے جس میں کامرس گروپ کے اردو لکچرروں کے تقرر کے لئے عاجلانہ اقدامات کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ • نامہ نگار

اخباروں سے تراشے

اترپردیش کے ہائر سکنڈری اسکولوں کے لئے ۱۸۰ اسسٹنٹ اردو ٹیچروں کی ضرورت

لکھنؤ۔ اترپردیش کی حکومت نے ہائر سکنڈری اسکولوں میں اردو پڑھانے کے لیے سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو کے اسسٹنٹ ٹیچروں کی ۱۸۰ نئی جگہیں پیدا کی ہیں۔ ان ٹیچروں کو شرح تنخواہ ۲۲۵ — ۴۵۰ میں تقرر کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت انھیں اسکولوں میں اردو ٹیچروں کی تقرری عمل میں آئے گی۔ جہاں کم از کم دس طالب علم ہوں گے موجودہ تعلیمی سال میں انٹرمیڈیٹ میں اردو پڑھانے کے لئے ۸۴ خاتون ٹیچروں سمیت ۹۸ ٹیچر مقرر کئے جائیں گے اس تعداد میں ۲۵ مرد ٹیچر بھی شامل ہیں جو کہ ہائی اسکول کی جماعتوں میں اردو پڑھائیں گے۔ جو ڈگری کالج اردو جماعتیں کھولنے کی خواہش مند ہیں۔ ان کو جاریہ تعلیمی سال میں اس کے لئے گرانٹ دی جائے گی۔

• سیاست جدید۔ کانپور

ثانوی اداروں میں تقرری کا معاملہ ہنوز غیر واضح

لکھنؤ۔ جہاں تک سرکاری ہائی اسکولوں اور انٹر کالجوں میں سہ لسانی فارمولا کے تحت ۱۸۰ اردو ٹیچروں کی تقرری کے اعلان کا تعلق ہے اس کی تفصیلات یہاں ثانوی تعلیم نظامت میں کسی کو معلوم نہیں ہیں محکمہ مالیات سے ان عارضی جگہوں کی منظوری تو حاصل ہو گئی ہے لیکن ان کے لئے کب اشتہار شائع ہوں گے، کب انٹرویو ہوں گے اور دس طالب علموں کی شرط کے مدنظر اس بات کا تعین کیسے ہوگا کہ کتنے اسکولوں اور کالجوں میں ان اردو اساتذہ کی تقرری ہو یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جواب ثانوی تعلیم نظامت کے پاس ابھی تک موجود نہیں ہیں محکمہ تعلیم سے درخواست ہے کہ ان تمام مراحل کے بارے میں جلد فیصلہ کرے تاکہ اردو پڑھنے والوں کا ایک سال بیکار ضائع نہ ہو۔

• قومی آواز۔ لکھنؤ

لکھنؤ کے پرائمری اسکولوں کے لئے ۱۰۵ اردو ٹیچروں کا انتخاب

لکھنؤ۔ ضلع بیسک شکچھا ادھیکاری نے اعلان کیا ہے کہ لکھنؤ کے نگر مہاپالیکا کے پرائمری اسکولوں میں ۱۰۵ اردو ٹیچروں کا تقرر عمل میں آیا ہے ان امیدواروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے سرٹیفکیٹ اور اس کی دو دو تصدیق شدہ نقلیں لے کر ضلع بیسک شکچھا ادھیکاری کے دفتر ۱۹ اگست کو میں دن کے ۱۱ بجے آکر شری نہال احمد عثمانی ڈپٹی انسپکٹر مدارس (اردو) سے تقرری کا پروانہ حاصل کرلیں۔

پریس نوٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ جو امیدوار عمر کی مقررہ حد کو پار کر چکے ہیں انھیں ڈائرکٹر تعلیمات (بیسک) سے استثنا کی منظوری حاصل ہو جانے کے بعد تقرری کا پروانہ دیا جا سکے گا۔

• قومی آواز۔ لکھنؤ

اردو کے متعلق سرکاری وعدے اب تک بے عملی کا شکار

لکھنؤ۔ اردو محافظ دستہ لکھنؤ کے ممبروں اور ہمدردوں کا ایک جلسہ شاہ محمد فاروق عطا چیرمین محافظ دستہ اترپردیش لکھنؤ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

جلسے نے اردو کے بارے میں حکومت اترپردیش کے منفی رویے پر غور کرتے ہوئے اس بات کا اظہار افسوس کیا کہ حکومت اترپردیش ابھی تک اردو ٹیچروں کی ذمہ داری کا عہد ادا نہیں کر سکی ہے۔

اب جبکہ تمام اسکولوں و کالجوں میں طلبہ کے داخلے مکمل ہو چکے ہیں ابھی تک اردو ٹیچروں کا تقرر عمل میں نہیں آیا۔ اردو میں درخواستیں قبول کرنے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن سرکاری دفتروں اور دیگر عدالتوں میں اردو کی درخواستیں مسترد کی جا رہی ہیں دفاتر پر لگے ہوئے سرکاری بورڈوں اور افسروں کے ناموں کی تختی پر اردو کی تختی غائب ہے یہ جلسہ اس پر احتجاج کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے اردو محافظ دستہ اترپردیش ریاست گیر پیمانے پر راست اقدام شروع کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں بہت جلد ایک کانفرنس بلائیگا۔

• سیاست جدید۔ کانپور

اردو ٹیچروں کی تقرری میں بے انصافیوں کے خلاف احتجاجی جلسہ

میرٹھ۔ اردو ٹیچروں کی تقرری میں دھاندلی کے خلاف یہاں جمعیۃ علماء کا ایک احتجاجی جلسہ ہوا جس میں یوپی کی حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ اگر اس نے ان شکایتوں کا ازالہ نہ کیا جو اردو ٹیچروں کی تقرری کے سلسلہ میں کی جا رہی ہیں تو دوسری اردو نواز جماعتوں کے تعاون سے جمعیۃ علماء اردو کو ریاست کی دوسری سرکاری زبان بنانے کے لئے تحریک چلائی جائے گی۔ اس موقع پر بہت سے مقررین نے سرکاری افسران کی اردو دشمنی کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا اور بالاتفاق ایک احتجاجی تجویز منظور کی۔

• الجمعیۃ۔ دہلی

انجمن حیات اردو بریلی کی میٹنگ

بریلی:۔ انجمن حیات اردو بریلی کی ایک میٹنگ زیر صدارت جناب سید طاہر علی صاحب رامپوری منعقد ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

۱۔ ساہو گوپی ناتھ گرلز ڈگری کالج بریلی میں بی اے کلاسز میں اردو تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

۲۔ اردو اساتذہ کے تقرر کے سلسلہ میں فوری اقدام کیا جائے تاکہ سالِ رواں میں طلبہ کو اردو پڑھنے کی سہولت میسر ہو سکے۔

۳۔ اردو اکیڈمی کی ریجنل شاخیں مقرر کی جائیں تاکہ اردو کی بہتر طور پر ترویج و ترقی ہو سکے۔

۴۔ اردو دوست عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ خود بھی اپنے بچوں کو اردو تعلیم دلانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور دشواری پڑنے پر اراکین انجمن سے رجوع کریں۔

• قدیر احمد بریلوی جنرل سکریٹری۔ سیاست جدید کانپور

حیدرآباد جنوبی ہند میں اردو زبان کی ترقی و ترویج کا مرکز

ورنگل:۔ مشیر گورنر جناب ہرشیجیندر اسریوں نے انجمن ترقی اردو ورنگل کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو کو سرکاری دفاتر میں استعمال کرنے کا جہاں تک تعلق ہے عوام کے مطالبہ پر اور اردو کو سرکاری اغراض میں استعمال کرنے کے خواہش مند عوام کی تعداد کو پیش نظر رکھ کر ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

آپ نے کہا کہ حیدرآباد اردو کی ترقی و ترویج کے لئے جنوبی ہند میں اردو کے ایک مرکز کا کام دے گا۔

• سیاست۔ حیدرآباد

اردو کی طالبات کی گورنر اترپردیش کو درخواست

گورنمنٹ گرلس انٹر کالج جونپور کے انٹر کلاس کی پندرہ طالبات نے گورنر اترپردیش کی خدمت میں ایک درخواست ارسال کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ان طالبات نے پرنسپل کالج مذکور کو ۱۰ر جولائی ۱۹۷۳ء کو تحریری طور پر اردو پڑھنے کے مطالبہ سے مطلع کر دیا تھا لیکن اب تک محکمہ کی طرف سے کسی لیڈی اردو ٹیچر کا تقرر عمل میں نہیں آیا۔ ایسا ہی گزشتہ سال بھی کیا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طالبات کو اردو کے بجائے زبردستی سنسکرت اور کامرس وغیرہ پڑھنی پڑی۔ طالبات نے گورنر موصوف سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ خصوصی توجہ مبذول فرما کر اس کالج میں ایک لیڈی اردو ٹیچر کا تقرر کرائیں۔

گورنر اترپردیش کو دی جانے والی ایک اور درخواست میں گورنمنٹ بیسک ٹریننگ کالج بنارس کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ یہاں سہ لسانی فارمولے کے تحت درجہ ۶ سے درجہ ۸ تک اردو تعلیم کا بندوبست نہیں ہے۔ حالانکہ اس کے لئے ۱۹۶۷ء سے مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ پرنسپل نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس کالج میں اردو نہیں پڑھائی جا سکتی۔

درخواست میں زور دیا گیا ہے کہ اس میں اردو ٹیچر مقرر کیا جائے اور درجہ ۶ سے ۸ تک سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو پڑھائی جائے نیز سرکاری احکامات کو ٹھکرا دینے والے پرنسپل کا فوری تبادلہ کیا جائے۔

• سیاست جدید۔ کانپور

اردو میڈیم انٹرمیڈیٹ کلاسس کا فقدان

حیدرآباد:۔ گرلز جونیر کالج نلگنڈہ میں اردو میڈیم انٹرمیڈیٹ کلاسس کا انتظام نہیں کیا گیا ہے جس کے باعث طالبات اور ان کے سرپرستوں میں کافی بے چینی پائی جارہی ہے بعض اردو داں طالبات مجبوراً تلگو میڈیم میں زیر تعلیم ہیں اور کئی طالبات اردو کلاسیں نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں اور ان کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے۔ مسلم یوتھ آرگنائزیشن کے ایک وفد نے پرنسپل گرلز جونیر کالج سے ملاقات کر کے انھیں ایک یادداشت پیش کی جس پر پرنسپل گرلز جونیر کالج نے یقین دلایا کہ وہ نظامت تعلیمات سے منظوری کے بعد انٹرمیڈیٹ اردو کلاسز قائم کر دیں گی۔

• رہنمائے دکن

(صفحہ ۴ سے آگے)

عام طور پر صوبائی انجمن کے عہدیداران ہی اس کے اخراجات کی کفالت کرتے ہیں، شاخوں کی عدم تنظیم میں بڑی حد تک فنڈ کی کمی حائل رہتی ہے۔ مرکزی انجمن کو چاہئے کہ وہ صوبائی انجمن کی اس سلسلے میں ضروری اعانت کرے تاکہ تنظیمی طور پر باقاعدہ دفتر چلایا جائے اور ایک جز وقتی کارکن کا اس ذیل میں تقرر کیا جا سکے۔ نامساعد حالات کے باوجود صوبائی انجمن نے جتنا کچھ کیا ہے، وہ چاہتی ہے کہ اس سے بہت زیادہ کرے۔ مگر فنڈز کی کمی راہ میں حائل ہے۔

• آنریری سکریٹری، ایم پی
انجمن ترقی اردو۔ بھوپال

دوسرے اداروں کی خبریں

پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی اردو کی درسی کتابیں

لکھنؤ۔ متعدد اردو اداروں اور مختلف اضلاع کے اردو میڈیم اسکولوں نے پہلے درجہ سے آٹھویں درجہ تک کی مختلف موضوعات پر اردو کی درسی کتابوں اور ان کے ناشرین کے نام اترپردیش اردو اکاڈمی سے دریافت کئے ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست اور ان کے ناشرین کے نام جو اے۔ ایس۔ ڈی۔ نصابی کتب، اترپردیش نے اردو اکاڈمی کو فراہم کردئے ہیں، عام معلومات کے لئے نیچے درج کئے جا رہے ہیں۔ اردو کی تعلیم دینے والے اداروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مقامی کتب فروشوں سے رابطہ قائم کریں اور اگر کتابیں فوری طور پر دستیاب نہ ہوں تو وہ انھیں مطلوبہ کتابیں فراہم کرنے کے لئے اپنا آرڈر دے دیں۔

پہلے سے پانچویں درجہ تک

۱۔ بیسک ریڈر۔ حصّہ اوّل
ادارہ فروغ اردو، ۳۸ امین آباد لکھنؤ

۲۔ بیسک ریڈر۔ حصّہ دوم
نامی پریس، خواجہ قطب الدین روڈ، نخاس، لکھنؤ

۳۔ بیسک ریڈر۔ حصّہ سوم
خورشید بک ڈپو، نزد امین آباد پوسٹ آفس، لکھنؤ

۴۔ بیسک ریڈر حصّہ چہارم
ہندوستان پرنٹنگ ورکس، گولہ گنج، لکھنؤ

۵۔ بیسک ریڈر حصّہ پنجم
پرنٹس اینڈ پرنٹس، نخاس، لکھنؤ

۶۔ بیسک ارتھمیٹک حصّہ دوم
رزاقی پریس، ٹپکا پور، کانپور

۷۔ بیسک ارتھمیٹک حصہ سوم
خورشید بک ڈپو، امین آباد، لکھنؤ

۸۔ بیسک ارتھمیٹک۔ حصّہ چہارم
احباب پبلشرز، مقبرہ عالیہ گولہ گنج، لکھنؤ

۹۔ بیسک ارتھمیٹک حصّہ پنجم
ہندوستان پرنٹنگ پریس، جگت نرائن روڈ، لکھنؤ

۱۰۔ کرشی اور سرل وگیان حصّہ اوّل
لیتھو کلر پرنٹرس، اچل روڈ، علی گڑھ

۱۱۔ کرشی اور سرل وگیان حصہ دوم
پرنٹس اینڈ پرنٹس، نخاس، لکھنؤ

۱۲۔ کرشی اور سرل وگیان حصہ سوم
رزاقی پریس، ٹپکا پور، کانپور

درجہ ۶ سے درجہ ۸ تک

۱۳۔ ارتھمیٹک حصہ اول۔ نامی پریس لکھنؤ
۱۴۔ ارتھمیٹک حصہ دوم۔ ہندوستان پرنٹنگ پریس لکھنؤ
۱۵۔ ارتھمیٹک حصہ سوم۔ سید سخاوت حسین، اختیار علی آگرہ ۳
۱۶۔ الجبرا اور جیومیٹری۔ حصہ اول۔ ادارہ فروغ اردو لکھنؤ

۱۷۔ الجبرا اور جیومیٹری۔ حصہ دوم
خورشید بک ڈپو، امین آباد، لکھنؤ

۱۸۔ الجبرا اور جیومیٹری حصہ سوم
صدیق بک ڈپو امین آباد پارک، لکھنؤ

۱۹۔ ہماری تاریخ و تمدن۔ حصہ اول، دوم اور سوم
راجیو پرکاشن، باغ مظفر خاں آگرہ

۲۰۔ علم سائنس حصہ اول، دوم، سوم
لکھنؤ بک ہاؤس، امین آباد، لکھنؤ

۲۱۔ تمہید جغرافیہ حصّہ اول، دوم و سوم
گوتم برادرس، بسٹن روڈ، کانپور

۲۲۔ دبستان حصہ اول، دوم و سوم
پدمیر پبلشنگ ہاؤس وارانسی

۲۳۔ بہارستان حصہ اول، دوم و سوم
کتاب گھر علی گڑھ

سکریٹری اردو اکاڈمی

انجمن اساتذہ جامعہ ملیہ کا تعزیتی جلسہ

انجمن اساتذہ جامعہ ملیہ کے ایک تعزیتی جلسے میں مولانا ضیا احمد بدایونی کی وفات پر اظہار رنج و ملال کیا گیا اور ایک قرارداد تعزیت منظور کی گئی جس میں مولانا کے علم و فضل اور کردار و عمل کو سراہا گیا اور مرحوم کی وفات کو علم و ادب کی دنیا کا ایک عظیم نقصان تصور کیا گیا۔ — تنویر احمد علوی

اردو سبھا حیدرآباد کے سالانہ انتخابات

حیدرآباد:- ۵ راگست کو اردو سبھا کا ایک انتخابی جلسہ زیر صدارت جناب راجہ لعل صدر اردو سبھا منعقد ہوا۔ جس میں ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے حسب ذیل عہدیداران اور اراکین عاملہ چنے گئے۔ (۱) ڈاکٹر حسینی شاہد (مشیر سبھا)، (۲) جناب منوہر راج سکسینہ ایڈوکیٹ (مشیر قانون)، (۳) جناب راجہ لعل راجہ (صدر) (۴) جناب ٹی زہری ایم۔ اے (نائب صدر) (۵) جناب ایس فراست حسین خسرو (معتمد عمومی) (۶) شریمتی مس شکنتلا دیوی (خازن)، (۷) جناب اجیت سنگھ (معتمد نشر و اشاعت) ان کے علاوہ مجلس عاملہ کے ۸ اراکین اور منتخب کئے گئے تھے۔

ایس فراست حسین خسرو، معتمد عمومی

ضلع اردو کانفرنس الہ آباد کی تجاویز

الہ آباد میں ۲۹ر جولائی کو ایک ضلع اردو کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

یہ اجلاس اتر پردیش سرکار کی طرف سے اردو کو دئے گئے مراعات کو ناقابل اطمینان سمجھتا ہے کیونکہ ان کے پیچھے ریاستی سرکاری زبان ہونے کی بنیادی طاقت موجود نہیں ہے۔ اس لئے یہ اجلاس یوپی سرکار سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے کر اس کا جائز حق تسلیم کرے۔

تمام سرکاری اور نیم سرکاری اسکولوں میں اردو درجہ ۸ تک بطور دوسری لازمی زبان کے پڑھائی جائے تاکہ صوبہ میں جذباتی اور یکجہتی کے لئے راہیں ہموار ہو سکیں اور اردو اور غیر اردو طبقات میں میل جول اور محبت کی راہیں کھل سکیں۔

تقریباً ۴ ہزار اردو اساتذہ کے تقرر کا مسئلہ التوا میں پڑ کر تشویشناک صورت اختیار کر رہا ہے کیونکہ اس دوران میں اردو میڈیم کے طلبہ مجبور ہو کر ہندی میڈیم میں نام لکھا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اسکولی محکمے کو یہ موقع ملے گا کہ اردو اساتذہ کو غیر اردو مضامین پڑھانے میں استعمال کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اردو اساتذہ کا تقرر فوراً عمل میں آ دے۔ تاکہ اردو طلبہ کے کام میں رکاوٹ نہ پڑے۔

اردو میڈیم کی کتابیں بازار میں کہیں دستیاب نہیں ہو رہی ہیں کتابیں فوراً بازار میں فراہم کرنے کا انتظام کرے۔

(۱) دیہاتوں کے لئے اردو اساتذہ کا انتظام نہ کر کے ۵۰ فیصدی اردو آبادی کو اپنی مادری زبان میں تعلیم پانے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس کا فوری ازالہ کیا جائے۔

(۲) ہندی میڈیم اسکولوں میں اردو کا انتظام قطعی طور پر ناقابل اطمینان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اردو میڈیم اسکول جس قدر ممکن ہوں ہر جگہ علیحدہ کھولے جائیں تاکہ اردو ترقیاتی پالیسی کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

اردو میڈیم اسکول وغیرہ اردو میڈیم کے ڈپٹی انسپکٹران اردو میڈیم ڈپٹی ڈائرکٹر کے ماتحت کئے جائیں تاکہ اردو پالیسی اور عمل میں یکسانیت پیدا ہو۔

چونکہ موجودہ بیسک ٹریننگ اسکولوں میں ذریعہ تعلیم ہندی ہے اور اردو بحیثیت مضمون کے پڑھانے کے لئے انھیں کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ اردو میڈیم ٹریننگ اسکول کھولے جائیں۔

پرائمری درجات کے اردو اساتذہ کے لئے لیاقت کا معیار "جامعہ اردو علی گڑھ" اور سرکاری محکمہ فارسی و عربی کے امتحانات جو اردو میڈیم میں ہوتے ہیں منظور کیا جائے۔

لڑکیوں کے کسی اسکول میں اب تک الہ آباد میں اردو میڈیم کا انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی طرف فوری توجہ کی جائے۔

(۱) مسلم اقلیتی اسکولوں اور کالجوں میں اردو میڈیم کے درجات فوراً کھولے جائیں۔

(۲) الہ آباد کے دیہی علاقوں میں اردو میڈیم کا نظام قائم کرنے کے لئے تحصیلی سطح پر زونل اردو کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ یہ کونسل والدین کو متوجہ کرے کہ وہ اردو میڈیم کے لئے درخواستیں پیش کریں اور اپنے بچوں کا نام ایڈمیشن اور دو رجسٹر میں بھی درج کرائیں

• نامہ نگار

ایم۔ جی میموریل ریسرچ سینٹر میں پولینڈ کے ڈاکٹر ایم۔ سی برسکی کا خیر مقدم

بمبئی:- وارسا یونیورسٹی پولینڈ کے ہندی و سنسکرت ڈپارٹمنٹ کے صدر ڈاکٹر ایم۔ سی برسکی مہمان خصوصی کی حیثیت سے مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سنٹر تشریف لائے اور ہندی واردو کے اساتذہ و طلبہ کی ایک مخصوص نشست میں ہندوستان میں یورپی زبانوں کے مسائل پر گفتگو فرمائی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے دو سالہ قیام دہلی کے دوران میں یورپی زبانوں کے ساتھ ہندوستانیوں کی دلچسپی کو بڑی مسرت کے ساتھ محسوس کیا میں نے دیکھا کہ دلی یونیورسٹی میں روسی، جرمن، فرنچ، پولش اور بعض دیگر یورپی زبانوں کے باقاعدہ ڈپارٹمنٹ قائم ہیں اور طلبہ بھی ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، لیکن ساتھ ہی میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس دلچسپی میں توازن کی کمی ہے چنانچہ رشین، جرمن اور فرنچ وغیرہ میں جہاں طلبہ کی تعداد سیکڑوں ہے وہاں پولش میں صرف چار پانچ طالب علم ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اول الذکر زبانوں سے جدید سائنس اور ٹکنالوجی کے مطالعہ میں زیادہ مدد ملتی ہے انھوں نے کہا کہ چھوٹی اور بڑی زبانوں کی الگ الگ زمرہ بندی ہونی چاہئے تاکہ زبانوں کی دلچسپی میں توازن قائم رہ سکے۔

انھوں نے یورپ کی دو کلاسیکی زبانوں گریک ... (باقی)

کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہونے پر اظہار افسوس کیا۔ انھوں نے کہا کہ ان دو زبانوں کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ سنسکرت کی طرح ان سے بھی ہند یورپی زبانوں کے مطالعہ میں مدد ملتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ چھوٹا ملک ہونے کے باوجود پولینڈ میں دوسرے ملکوں کی زبانوں سے کافی دلچسپی پائی جاتی ہے۔ وہاں نہ صرف سنسکرت، ہندی، بنگالی اور بعض دوسری ہندوستانی زبانیں نہایت ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں بلکہ یورپ اور ایشیا کی دیگر بیسیوں زبانوں کا بھی زور و شور سے مطالعہ ہو رہا ہے۔

تقریر کے خاتمہ پر فاضل مقرر نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ پولینڈ میں ویدوں پر بھی کام ہو رہا ہے لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ ہم نے اپنی اس ریسرچ کے دوران میں ویدوں پر کوئی ایسی تحقیقات بھی کی ہیں جن کو نئی اور حقیقی کہا جا سکے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہم ہندی ادب کی تاریخ کو مختلف ادوار میں اس طرح تقسیم نہیں کرتے جس طرح یہاں کرتے ہیں بلکہ ہم اس کو یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور اس سے پہلے اور بعد کے حالات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں انھوں نے بعض ایسے پولش شاعروں کے نام لئے جن کے ساتھ ہندی شعرا کا تقابلی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک استفسار پر انھوں نے بتایا کہ ہمارے ہاں اورینٹل ڈپارٹمنٹ سنہ ۱۹۵۳ء سے قائم ہے اور انڈولوجی پر ریسرچ اس سے متعلق ہے اور اس ریسرچ کے سلسلہ میں ہمیں پولش ذرائع کے علاوہ بیرونی تحقیقات سے بھی مدد لینا پڑتی ہے۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہمارے ہاں اردو کا الگ سے کوئی شعبہ نہیں۔ ہندی ہی کا طالب علم جب دوسرے سال میں قدم رکھتا ہے تو اس کو اردو بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اس طرح ہم دونوں زبانوں کو ساتھ ساتھ پڑھاتے ہیں اور اس کو ہندوستانی سمجھتے ہیں۔

ادارہ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر عبدالستار دلوی نے معزز مہمان کا تعارف کرایا اور انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر بسکی ہم لوگوں کے لئے ایک ثقافتی سفیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی آمد سے ہمارے حوصلے بڑھے اور ہمیں ایک دوسرے کے لسانی و ادبی مسائل کو سمجھنے کا اچھا موقع ملا۔

• حامد اللہ ندوی

صفحہ ۲ سے آگے

آواز اس وقت بلند ہوتی ہے جب ہم کسی طرح زد میں آتے ہیں۔ ہمیں اپنے تعلیمی نظام کی اصلاح کرنی ہوگی، ہمیں ان سیاست دانوں کو سبق سکھانا ہوگا جو بات اصول کی کرتے ہیں مگر جن کا عمل اس کے خلاف ہوتا ہے جو درس خدمت کا دیتے ہیں اور جمع دولت کرتے ہیں۔ ہمیں ذاتی ضروریات کے ساتھ قومی ضروریات کو بھی ذہن میں رکھنا ہوگا۔ ہم ملک و قوم سے صرف مطالبہ نہیں کریں گے، اسے کچھ دینے، بہتر بنانے اور آگے بڑھانے کی صلاحیت بھی پیدا کر سکیں گے۔ اس وقت ہم آزادی کا جشن منانے کے حق دار ہوں گے۔

یوم آزادی کے موقع پر ہمیں پہلے اپنے گریبان میں منھ ڈالنا چاہئے، یعنی اپنا احتساب کرنا چاہئے، پھر حکومت اور دفتر شاہی اور سیاسی پارٹیوں کا۔ اس وقت ہمیں سب سے زیادہ اس بے رحم آئینے کی ضرورت ہے جس میں ہم اپنے اور ملک و قوم کے داغ دھبے دیکھ سکیں۔ اس کے بعد ہی انھیں دور کرنے کی تدبیر کی جا سکتی ہے۔

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ، ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم اے نے لیتھو کلر پریس علی گڑھ میں چھپا کر دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا